بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہواری کی حالت میں ازدواجی معاملات کرنا

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ حیض کی حالت میں اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے وطی کر لے تو کیا حکم ہے؟ جبکہ وطی کرنے والا حالتِ حیض میں وطی کو حرام ہی سمجھتا ہوں۔ نیز حالتِ حیض میں حمل ٹھہرنے کی وجہ سے جو بچہ پیدا ہوگا، وہ ثابت النسب ہوگا یا نہیں؟

جواب

حیض کی حالت میں بیوی سے وطی کرنا سخت حرام اور گناہِ کبیرہ ہے، بلکہ اس حالت میں ناف سے لے کر گھٹنوں تک بیوی کے بدن کو شہوت کے ساتھ دیکھنا، یونہی چھونا اگرچہ بلاشہوت ہو، ناجائز ہے۔ ہاں، اگر ایسا کپڑا وغیرہ حائل ہو جس سے بدن کی گرمی محسوس نہ ہو تو مذکورہ حصے کو اس حائل کے اوپر سے چھونے میں حرج نہیں، یونہی ناف سے گھٹنوں تک کا حصہ چھوڑ کر بقیہ بدن سے جس طرح چاہے نفع حاصل کرسکتا ہے۔ الغرض حالت حیض میں وطی کرنے والا شخص بلاشبہ شدید گنہگار ہے، اس پر فرض ہے کہ فوراً اس گناہِ کبیرہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ کرے۔ اسی طرح اگر بیوی بھی رضامندی کے ساتھ اس عمل میں شریک ہو تو وہ بھی شدید گناہ گار ہوگی، اور اس پر بھی توبہ کرنا فرض ہے۔ البتہ حیض کی حالت میں بیوی سے وطی کرنا، اگرچہ سخت حرام اور گناہِ کبیرہ ہے، لیکن شرعاً زنا نہیں، اور نہ ہی اس پر زنا کے احکام مرتب ہوں گے۔ لہٰذا ایسی صحبت کے نتیجے میں پیدا ہونے والا بچہ شرعاً ثابت النسب ہوگا۔

یاد رہے کہ معاذاللہ حیض کی حالت میں جماع کو حلال سمجھنا کفر ہے اور ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے، نکاح بھی باقی نہیں رہتا اس پر فرض ہوتا ہے کہ اس کفر سے توبہ کرے اور پھر تجدید ایمان کرے چونکہ نکاح بھی ختم ہوچکا اس لئے حلال طریقہ سے ساتھ رہنے کے لئے تجدید نکاح بھی ضروری ہے۔

حالتِ حیض میں جماع کی حرمت بیان کرتے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَیَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِیْضِؕ-قُلْ هُوَ اَذًىۙ-فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِی الْمَحِیْضِۙ-وَ لَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى یَطْهُرْنَۚ﴾ ترجمہ کنزالایمان: اور تم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم، تم فرماؤ وہ ناپاکی ہے، تو عورتوں سے الگ رہو حیض کے دنوں اور ان سے نزدیکی نہ کرو، جب تک پاک نہ ہولیں۔

(سورۃ بقرۃ، آیت، 222)

اس آیت کے تحت تفسیر خازن میں ہے : "اجمع المسلمون علی تحریم الجماع فی زمن الحیض، و مستحلہ کافر" حالتِ حیض میں جماع کی حرمت پر مسلمانوں کا اجماع ہے، اور اس کو حلال جاننے والا کافر ہے۔ (تفسیر خازن، ج 1، ص 154، مطبوعہ وحیدی کتب خانہ)

حیض کی حالت میں جماع اور ناف سے گھٹنوں کے حصے سے استمتاع جائز نہیں۔ چنانچہ نور الایضاح مع مراقی الفلاح و امداد الفتاح میں ہے۔ واللفظ للاول: "(و) یحرم بالحیض والنفاس (الجماع والاستمتاع بما تحت السرۃ الی تحت الرکبۃ) لقولہ تعالی **و لا تقربوھن حتی یطھرن**، قولہ علیہ السلام: لک مافوق الازار" حرام ہے حیض اور نفاس کی حالت میں جماع کرنا اور ناف سے لے کر گھٹنوں تک کے حصے سے استمتاع کرنا۔ اللہ تعالی کے اس فرمان کے وجہ سے : "اور ان سے نزدیکی نہ کرو، جب تک پاک نہ ہولیں" اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا فرمان : تمہارے لیے ازار کے اوپر کا حصہ ہے۔ (نور الایضاح مع مراقی الفلاح، ص 145، مطبوعہ : کوئٹہ / امداد الفتاح، ص 148.147، مطبوعہ کوئٹہ)

یونہی درمختار، اور منہل الواردین میں ہے۔ واللفظ للاول: "(و) یمنع حل (قربان ماتحت ازار) یعنی مابین سرۃ و رکبۃ ولو بلا شھوۃ، وحل ماعداہ مطلقاً وھل یحل النظر و مباشرتھا لہ فیہ تردد" اور ازار کے نیچے کے حصے کے قریب جانے سے منع کیا جائے گا، یعنی ناف اور گھٹنے کے درمیان والے حصے سے، خواہ شہوت کے بغیر ہی ہو۔ اس کے علاوہ باقی حصے سے مطلقاً استمتاع جائز ہے۔ البتہ اس کی طرف دیکھنا اور اس سے مباشرت کرنا، جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں تردد ہے۔ ملتقطاً (درمختار مع ردالمحتار، ج 1، ص 534.533، مطبوعہ کوئٹہ / رسائل ابن عابدین ج 01، ص 184، رسالہ منھل الواردین، مطبوعہ بیروت)

ناف سے گھٹنوں تک کے حصہ کے طرف شہوت کے ساتھ دیکھنا بھی جائز نہیں۔ اس سے متعلق علامہ شامی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں : "(قولہ وھل یحل النظر) أي بشھوۃ، وھذا کالاستثناء من عموم حل ماعدا القربان، وأصل التردد لصاحب البحر حیث ذکر أن بعضھم عبر بالاستمتاع فیشمل النظر، وبعضھم بالمباشرۃ فلا یشملہ ومال إلی الثاني، ومال أخوہ في النھر إلی الأول، وانتصر العلامۃ ح إلی الأول. **وأقول: فیہ نظر فإن من عبر بالمباشرۃ: أي التقاء البشرۃ ساکت عن النظر، ومن عبر بالاستمتاع مانع للنظر، فیؤخذ بہ لتقدمہ علی المفھوم،** علی أنہ نقل في الحقائق في باب الاستحسان عن التحفۃ والخانیۃ: یجتنب الرجل من الحائض ما تحت الإزار عند الإمام. وقال محمد: یجتنب شعار الدم یعني الجماع فقط. ثم اختلفوا في تفسیر قول الإمام: قیل لا یباح الاستمتاع من النظر ونحوہ بما دون السرۃ إلی الرکبۃ ویباح ما وراءہ، وقیل یباح مع الإزار. اھـ. **و لا یخفی أن الأول صریح في عدم حل النظر إلی ما تحت الإزار، والثاني قریب منہ، ولیس بعد النقل إلا الرجوع إلیہ فافھم"**

(شارح علیہ الرحمہ کا فرمان : اور کیا دیکھنا بھی جائز نہیں) یعنی شہوت کے ساتھ۔ یہ سوال جماع کے علاوہ باقی تمام امور کے جائز ہونے کے عمومی حکم سے استثنا کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں اصل تردد صاحبِ بحر کی طرف سے ہے، جہاں انہوں نے ذکر کیا کہ بعض فقہاء نے حرمت کی تعبیر استمتاع کے لفظ کے ساتھ بیان کی ہے، جس میں دیکھنا بھی شامل ہے، جبکہ بعض نے مباشرت کا لفظ استعمال کیا ہے، جس میں دیکھنا شامل نہیں۔ صاحبِ بحر دوسری تعبیر کی طرف مائل ہوئے، جبکہ ان کے بھائی صاحبِ نہر نے پہلی تعبیر کی طرف،

اور علامہ حلبی نے بھی پہلی ہی تعبیر کی تائید کی ہے۔ میں کہتا ہوں (علامہ شامی) : اس میں نظر ہے کیونکہ جن فقہاء نے مباشرت (یعنی جلد کا باہم ملنا) کے ساتھ تعبیر کی ہے، وہ دیکھنے کے حکم سے متعلق خاموش ہیں۔ جبکہ جنہوں نے استمتاع کی تعبیر اختیار کی ہے، وہ دیکھنے کو بھی اس حکم میں شامل کررہے ہیں۔ چنانچہ اسی کو لیا جائے گا، اس کے مفہوم پر مقدم ہونے کی وجہ سے۔ اس بنا پر کہ حقائق میں بابُ الاستحسان کے تحت تحفہ اور خانیہ سے نقل کیا گیا ہے : امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مرد حائضہ عورت کے ناف سے گھٹنے تک کے حصے سے اجتناب کرے گا۔ اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا : خون کی جگہ یعنی صرف جماع سے اجتناب کرے گا۔ پھر امام صاحب کے قول کی تفسیر میں بھی اختلاف ہوا ہے۔ بعض نے کہا : ناف سے گھٹنے تک کے حصے میں، ازار کے نیچے، دیکھنے وغیرہ کے ذریعے استمتاع جائز نہیں، جبکہ اس کے علاوہ حصے میں جائز ہے۔ اور بعض نے کہا : ازار کے ساتھ استمتاع جائز ہے۔ انتہیٰ۔ یہ بات مخفی نہیں کہ پہلی عبارت اس بات پر صریح دلالت کرتی ہے کہ ازار کے نیچے کے حصے کو دیکھنا جائز نہیں، جبکہ دوسری تعبیر بھی اس کے قریب ہے۔ اور نقلِ معتبر کے بعد اسی کی طرف رجوع کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ پس اسے سمجھ لو۔ (ردالمحتار، ج 01، ص 535.534، مطبوعہ کوئٹہ)

درمختار کی عبارت : "وھل یحل النظر" کا جواب دیتے ہوئے اعلی حضرت امام اہلسنت جدالممتار میں ارشاد فرماتے ہیں : "قال ای الدر: وھل یحل النظر: الجواب: لا" درمختار میں فرمایا : اور کیا دیکھنا جائز ہے ؟ جواب یہ ہے کہ نہیں۔ (جدالممتار، ج 02، ص 329، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

ناف سے گھٹنوں تک حصہ بدن چھوڑ کر بقیہ بدن سے استمتاع جائز ہے۔ چنانچہ جدالممتار میں ہے : "قال ای الدر: ومباشرتھا له؟فیه تردد:الجواب نعم بماوراء ماتحت ازارھابان تباشر بمافوق سرتھا وتحت رکبتھا ماشاءت من بدنه حتی ذکرہ" درمختار میں فرمایا کہ عورت کا شوہر سے مباشرت کرنا ؟ اس میں تردد ہے۔ جواب ہاں ماتحت الازار یعنی عورت کا اپنی ناف سے گھٹنوں تک کے حصہ کے علاوہ کے ساتھ جائز ہے، بایں طور کہ وہ مباشرت کرے ناف کے اوپر والے حصہ اور گھٹنوں کے نیچے والے حصہ کے ذریعہ، مرد کے بدن سے جہاں سے چاہے، حتی کے اس کے عضوخاص کے ساتھ۔ (جدالممتار، ج 02، ص 329، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

حیض کی حالت میں بیوی سے وطی بلکہ ناف سے لیکر گھٹنوں تک کے حصہ کو چھونا یا شہوت کے ساتھ دیکھنا بھی جائز نہیں، اس کے علاوہ حصہ کے ساتھ استمتاع جائز ہے۔ چنانچہ فتاوی رضویہ میں ہے "کلیہ یہ ہے کہ حالتِ حیض و نفاس میں زیرِ ناف سے زانو تک عورت کے بدن سے بلا کسی ایسے حائل کے جس کے سبب جسم عورت کی گرمی اس کے جسم کو نہ پہنچے تمتع جائز نہیں یہاں تک کہ اتنے ٹکڑے بدن پر شہوت سے نظر بھی جائز نہیں اور اتنے ٹکڑے کا چھونا بلا شہوت بھی جائز نہیں، اور اس سے اوپر نیچے کے بدن سے مطلقاً ہر قسم کا تمتع جائز، یہاں تک کے سحقِ ذکر، کر کے انزال کرنا" (فتاوی رضویہ، ج 04، ص 353، مطبوعہ رضا فاونڈیشن، لاہور)

بہار شریعت، فتاوی امجدیہ اور فتاوی بحر العلوم میں ہے : "واللفظ للاول: "اس حالت میں ناف سے گھٹنے تک عورت کے بدن سے مرد کا اپنے کسی عُضْو سے چھونا، جائز نہیں جب کہ کپڑا وغیرہ حائل نہ ہو شَہوت سے ہو یا بے شَہوت اور اگر ایسا حائل ہو کہ بدن کی گرمی

محسوس نہ ہوگی تو حَرَج نہیں۔ ناف سے اوپر اور گھٹنے سے نیچے چھونے یا کسی طرح کا نفع لینے میں کوئی حَرَج نہیں۔" (بہار شریعت، ج 1، ص 382، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ / فتاوی امجدیہ، ج 01، ص 28، مبطوعہ مکتبہ رضویہ / فتاوی بحر العلوم، ج 01، ص 79، مطبوعہ شبیر برادرز)

حالت حیض میں وطی حرام ہے لیکن زنا نہیں۔ چنانچہ تحفۃ الفقہاء و بدائع الصنائع میں ہے۔ واللفظ للاول: "الوطء في الملك والنكاح وإن كان حراما لا يكون زنا كوطء الحائض والنفاس" منکوحہ اور مملوکہ سے وطی اگرچہ (کسی سبب سے) حرام ہو، لیکن زنا نہیں، جیسے حیض و نفاس میں وطی کرنا۔ (تحفۃ الفقہاء، ج 03، ص 138، مطبوعہ بیروت) (بدائع الصنائع، ج 09، ص 189، مطبوعہ بیروت)

ردالمحتار میں ہے: "اعلم أن الزنا في الشرع أعم مما يوجب الحد وما لا يوجبه وهو الوطء في غير الملك وشبهته. وأما لو وطئ جاريته قبل الاستبراء فليس بزنا؛ لأنه في حقيقة الملك كوطء زوجته الحائض، وإنما هو وطء محرم لعارض، والزنا لا بد أن يكون وطئا محرما لعينه" جان لے کہ شریعت میں زنا کا مفہوم عام ہے اس صورت کو جو حد کو واجب کرتی ہے اور جو حد کو واجب نہیں کرتی۔ اور وہ غیر مملوک عورت سے یا اس عورت سے جس کے ساتھ ملکیت کا شبہ ہو، وطی کرنا ہے۔ **لیکن اگر کوئی شخص اپنی لونڈی سے استبراء سے پہلے وطی کرے تو یہ زنا نہیں ہے کیونکہ یہ وطی حقیقۃً ملک میں ہے، جیسے اپنی حائضہ بیوی سے وطی کرنا، ہاں یہ ایک عارضی سبب کی بنا پر حرام وطی ہے، جبکہ زنا کے لیے ضروری ہے کہ وطی اپنی ذات ہی کے اعتبار سے حرام ہو۔** (ردالمحتار، ج 06، ص 72، مطبوعہ کوئٹہ)

وطی کی حرمت نسب کے ثبوت سے مانع نہیں، لہذا حیض کی حالت وطی کے سبب ٹھہرنے والا حمل ثابت النسب ہے۔ چنانچہ علامہ ابن الہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں: "حرمة الوطء لا تمنع ثبوت النسب كوطء الحائض" وطی کا حرام ہونا، نسب کے ثبوت سے مانع نہیں، جیسے حائضہ سے وطی۔ (فتح القدیر، ج 04، ص 338، مطبوعہ کوئٹہ)

یونہی مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: "بحالت حیض عورت حرام نہیں بلکہ اس سے صحبت کرنا حرام ہے، یعنی حیضی بچہ حلالی ہوگا، اگر عورت ہی حرام ہوتی تو بچہ حرامی ہوتا۔" (تفسیر نعیمی، ج 02، ص 412، مطبوعہ نعیمی کتب خانہ)

حالت حیض میں جماع سے متعلق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: "من اتى كاهنا فصدقه بما يقول او اتى امراته حائضا، او اتى امراته فى دبرها، فقد برئ مما انزل على محمد" جو کاہن کے پاس جائے پھر اس کی تصدیق کرے، یا اپنی بیوی کے پاس حیض کی حالت میں جائے، یا اپنی بیوی کے پاس اس کی دبر میں جائے، تو وہ اس سے بری ہوگیا جو اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا۔ (مشکاۃ المصابیح مع مرقات المفاتیح، ج 8، ص 413، مطبوعہ مکتبہ عثمانیہ، کوئٹہ)

مذکورہ حدیث کی تحت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ اللہ القوی ارشاد فرماتے ہیں: "بحالت حیض.... صحبت حرام قطعی ہے، اس کا حلال جاننے والا کافر ہے وطی بحالت حیض کی حرمت تو نص قرآنی سے ثابت ہے۔ ملتقطا" (مرآۃ المناجیح، ج 6، ص 227، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ)

حالت حیض میں وطی کو حلال جاننا کفر ہے۔ چنانچہ فتح القدیر میں ہے : "ولو اتاھا مستحلا کفر او عالماً بالحرمۃ اتی کبیرۃ ووجبت التوبۃ" اور اگر حیض کی حالت میں جماع کیا حلال سمجھتے ہوئے، تو کافر ہے، اور حرمت کو مانتے ہوئے کیا، تو کبیرہ کا مرتکب، اور توبہ واجب ہے۔ (فتح القدیر، ج 01، ص 169، مطبوعہ کوئٹہ)

بہار شریعت میں ہے "ایسی حالت میں جماع جائز جاننا کفر ہے، اور حرام سمجھ کر کیا تو سخت گناہ گار ہوا، اس پر توبہ فرض ہے۔" (بہار شریعت، ج 1، ص 382، مطبوعہ : مکتبۃ المدینہ)

تنبیہ : یاد رہے! حیض کی حالت میں وطی کرنے پر شرعاً کوئی کفارہ لازم نہیں ہوتا فقط توبہ استغفار کا حکم ہے البتہ شوہر کے لئے مستحب ہے کہ اگر حیض کے ابتدائی ایام میں جماع کیا ہو تو ایک دینار (ساڑھے چار ماشہ سونا)، اور آخری ایام میں کیا ہو تو نصف دینار (سوا دو ماشہ سونا) یا اس کی قیمت صدقہ کرے، اس امید پر کہ اگر اللہ تبارک و تعالی نے چاہا تو یہ نیکی میرے اس گناہ کا کفارہ ہو جائے گی۔

حالت حیض میں جماع کرنے پر صدقہ سے متعلق حدیث شریف میں ہے : "عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الرجل یقع علی امراتہ وھی حائض قال یتصدق بنصف دینار۔ عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذ کان دما احمر فدینار وان کان دما اصفر فنصف دینار" حضرت ابن عباس سے مروی ہے، حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اس شخص کے بارے میں جو حیض کی حالت میں اپنی عورت سے وطی کرے، ارشاد فرمایا : نصف دینار صدقہ کرے۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے، حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا : اگر خون سرخ ہو تو ایک دینار، اور اگر زرد ہو تو نصف دینار۔ (جامع ترمذی، ج 1، ص 131.130، مطبوعہ)

اس حدیث مبارک کے تحت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں : "یہ حکم استحبابی ہے، یعنی چونکہ اس نے بڑا گناہ کیا جس سے وہ عذاب کا مستحق ہو گیا۔ صدقہ و خیرات عذاب دفع کرنے کے لئے اکسیر ہے، اس لئے ایسا کر دے ورنہ اس گناہ کا اصل کفارہ تو توبہ ہی ہے۔" (مرآۃ المناجیح، ج 01، ص 331، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ)

حالت حیض میں جماع کرنے پر صدقہ سے متعلق در مختار، فتح القدیر، بنایہ، کفایہ اور مجتبی وغیرہ میں ہے۔ واللفظ للاول "ویندب تصدقہ بدینار أو نصفہ" اور حالت حیض میں وطی کرنے والے کے لیے ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کرنا، مستحب ہے۔ (در مختار مع رد المحتار، ج 1، ص 543، مطبوعہ : کوئٹہ / بنایہ، ج 01، ص 641، مطبوعہ : کوئٹہ / فتح القدیر، ج 01، ص 169، مطبوعہ : کوئٹہ / کفایہ مع فتح القدیر، ج 01، ص 57، مطبوعہ کوئٹہ / مجتبی شرح قدوری، ج 01، ص 128، مطبوعہ : دار الریاحین، بیروت)

"ویندب تصدقہ" کے تحت رد المحتار، و حاشیۃ الطحطاوی علی الدر میں ہے۔ واللفظ للاول : "إن کان الوطء فی أول الحیض فبدینار أو آخرہ فبنصفہ، وقیل بدینار لو الدم اسود و بنصفہ لو اصفر" اگر وطی حیض کی ابتداء میں ہو تو ایک دینار، یا آخر میں ہو تو نصف دینار، اور کہا گیا اگر خون سرخ ہو تو ایک دینار، اور اگر زرد ہو تو نصف دینار۔ (رد المحتار، ج 1، ص 543، مطبوعہ : کوئٹہ / حاشیۃ الطحطاوی علی الدر، ج 1، ص 152، مطبوعہ : کوئٹہ)

علامہ شامی علیہ الرحمۃ کے قول "قیل بدینار لو الدم اسود" کے تحت اعلی حضرت علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں: "ھو اقرب من الاول فان الدم فی اول الحیض احمر وفی آخرہ اصفر" یہ قول پہلے کے قریب ہے، کیونکہ خون حیض کی ابتداء میں سرخ اور آخر میں زرد ہوتا ہے۔ (جد الممتار، ج 2، ص 332، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ)

یونہی فتاوی رضویہ، بہار شریعت، اور فتاوی بحر العلوم میں ہے۔ واللفظ للاول "جس نے دانستہ (جان بوجھ کر) ایسا کیا، اگر آخر حیض میں تھا، نصف دینار دے، اور اول میں تو ایک دینار، ہاں اگر ایک کی طاقت نہ ہو تو نصف ہی دے۔ یہ سب حکم استحبابی ہے، واجب نہیں مگر استغفار۔" (فتاوی رضویہ، ج 04، ص 364، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن / بہار شریعت، ج 1، ص 382، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ / فتاوی بحر العلوم، ج 04، ص 455، مطبوعہ شبیر برادرز)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد نوید رضا عطاری مدنی

فتوی نمبر: Har-7619

تاریخ اجراء: 24 ربیع الاول 1448ھ/07 ستمبر 2026ء